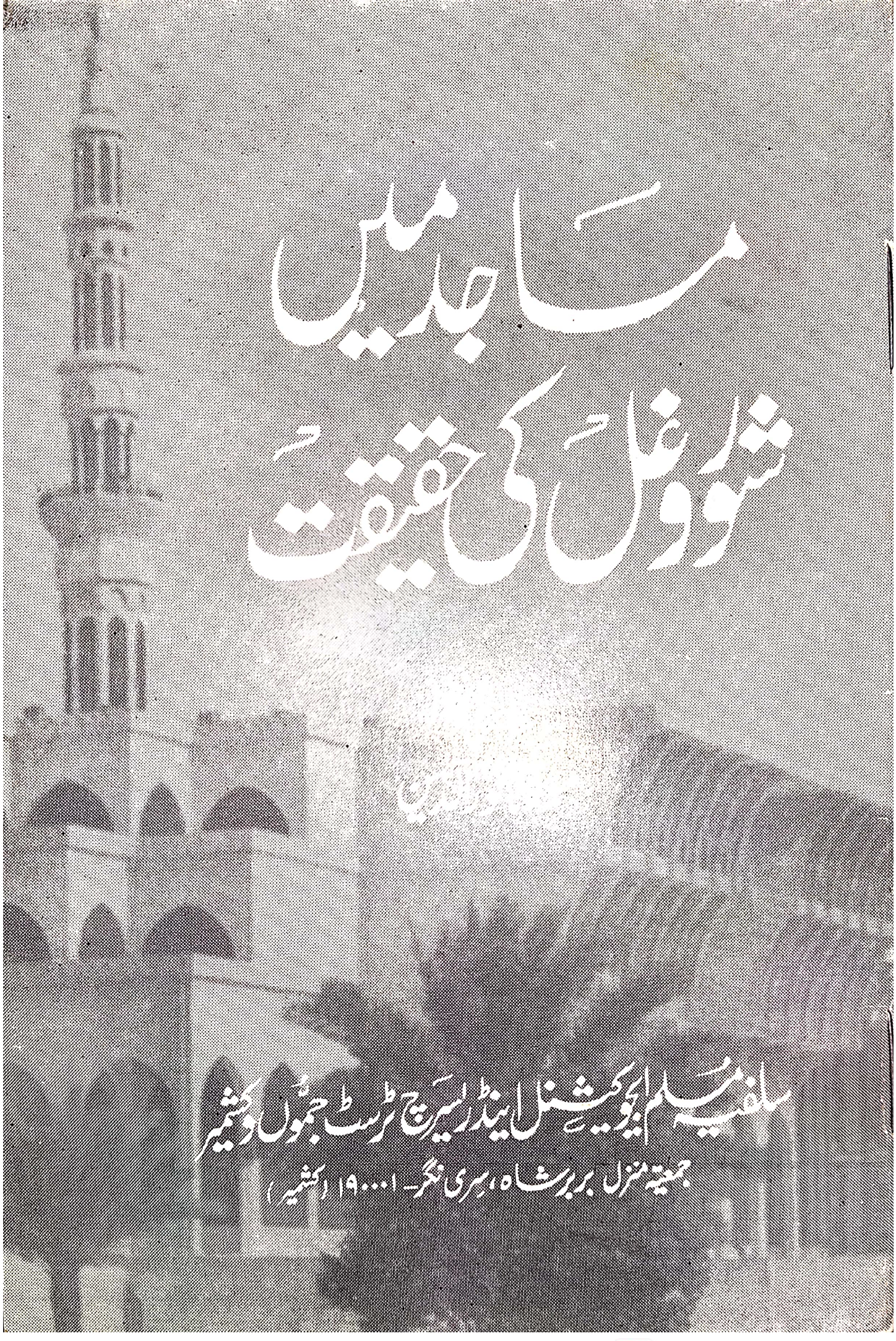

مساجد میں شور و غل کی حقیقت

سلفیہ مسلم ایجوکیشنل اینڈ ریسرچ ٹرسٹ جموں و کشمیر
جمعیۃ منزل بربرشاہ، سری نگر-۱۹۰۰۰۱ (کشمیر)

مساجد میں شور و غل کی حقیقت

مولانا نورالدین

سلفیہ مسلم ایجوکیشنل اینڈ ریسرچ ٹرسٹ جموں و کشمیر
جمعیۃ منزل بربرشاہ، سری نگر ۱۹۰۰۰۱ (کشمیر)

Scanned with OKEN Scanner

پیش لفظ

آج جب کہ اسلام کو ہر طرف سے خطرات نے آگھیرا ہے، مادیّت و رأس مالیت کے یلغار نے روحِ اسلام کو مجروح کر دیا ہے۔ اس کے صاف و شفاف جسم کو داغ دار کر دیا ہے تو ضرورت ہے کہ اس کے زخمِ جگر کو دھویا جائے، اس کے پاک جسم سے بدنما دھبّوں کو چھڑایا جائے اور اس کی پاکیزہ تعلیمات کو عام کیا جائے۔

اسی مقصد کی تکمیل کے لئے مسلمانوں کا ایک باکردارہ "سلفیہ مسلم ایجوکیشنل اینڈ ریسرچ ٹرسٹ" جموں، وکشمیر نے اصلاح عمل و عقیدہ، فکر اسلامی کی تطہیر اور ایک صالح معاشرہ کی تشکیل کے لئے حتی المقدور جد و جہد کر رہا ہے۔ کئی اہم دینی کتابوں کو چھاپ کر ہزاروں کی تعداد میں مفت تقسیم کرتا ہے جس کے مطالعہ سے بیشمار لوگوں کو صحیح دین کی سمجھ مل رہی ہے۔

یہ خیراتی ادارہ ہر طرح سے مسلمانوں کی خدمت کرتے رہنا فرض سمجھتا ہے۔ عام مسلمان بھائیوں سے اپیل ہے کہ وہ اس کام میں شریک ہو کر فلاحِ دارین حاصل کریں۔

چیرمین

سلفیہ مسلم ایجوکیشنل اینڈ ریسرچ ٹرسٹ، جموں وکشمیر

بربرشاہ، سری نگر ۱۹۰۰۰۱ (کشمیر)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

مساجد میں شور وغل کی حقیقت

سوال : مساجد میں دعائے صبح قبل از نماز فجر اور نماز کے بعد اور افتتحۂ شعر خوانی اور درود حضور بلند آواز میں لحن کے ساتھ پڑھتے ہیں۔ اسی طرح موسم سرما میں عموماً اذان فجر صبح صادق سے بہت پہلے دی جاتی ہے جبکہ اندھیرا ہی اندھیرا ہوتا ہے۔ حاضرین مسجد عموماً شروع وقت فجر سے ناواقف ہیں۔ ان کا خیال یہ ہے کہ اذان دینے کے بعد ہی سنّت پڑھنا ہے اگرچہ صبح صادق طلوع نہیں ہوئی ہو۔ وہ اسی وقت سنّت فجر پڑھ کر دعائے صبح شروع کرتے ہیں، اکثر نمازی اذان کے بعد آتے ہیں، وضو کرتے ہیں، مسجد میں داخل ہوتے ہیں، بعد میں صبح صادق طلوع ہوتی ہے۔ یہ بعد میں آنے والے نمازی سنّت ادا کرنے لگتے ہیں لیکن ان کو اطمینان اور یکسوئی کے ساتھ نماز سنّت ادا کرنا نصیب نہیں ہوتا ہے کیونکہ وہاں دعائے صبح پڑھنے والوں کا شور وغل ہوتا ہے۔ اس موقعہ پر پختہ نمازی کی نماز میں کافی گڑبڑ ہوتی ہے اور کلمات نماز اچھی طرح یاد نہیں رہتے ہیں، بھول چوک ہو جاتی ہے۔ حالانکہ یہ نمازی وقت پر آتے ہیں۔ بعد میں آنے والے بھی اس دعائے صبح میں شامل ہوتے ہیں، پھر شعر خوانی ہوتی ہے۔ اکثر اشعار بے معنی ہیں کیونکہ پڑھنے والوں نے صحیح تلفظ کھو ڈالا ہے۔ جس نمازی کا گلا بڑا ہوتا ہے خواہ جاہل ہو وہ اس مشغلہ کا سرگروہ بنتا ہے، دعائے صبح کے خاتمہ پر تین بار "یا اللہ" اتنے زور سے

پڑھتے ہیں کہ تقریباً سارے اہلِ محلّہ یہ چیخ سُن لیتے ہیں، پھر فرض نماز شروع ہو جاتی ہے۔
"کشمیر" میں اس رسم نے اس قدر زور پکڑا ہے کہ اگر صبح کی نماز میں دیر بھی ہو جائے تو پروا نہیں۔ لیکن دعائے صبح اور یہ من گھڑنت اشعار پڑھنا ان کے ہاں ضروری ہے۔ ان کے خیال میں بلند آواز سے درود اور شعر خوانی کے بغیر نماز مکمل نہیں۔ کتاب اللہ و سنّت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی روشنی میں جواب بیان کیجئے ؟

الجواب : اس میں بے شمار نقائص ہیں : (۱) بدعت (۲) مساجد میں شور و غل (۳) دیگر نمازیوں کی نماز میں خلل ہوتا ہے (۴) ہندوؤں کی عبادت گاہوں کے ساتھ تشبیہ (۵) مساجد میں بے معنی الفاظ کا رٹنا (رٹ لگانا) وغیرہ، وغیرہ (بدعت) چونکہ دعائے صبح یا اوراد فتحہ مساجد میں پڑھنا نہ فرض ہے نہ واجب، نہ سنّت، ائمہ اربعہ (امام ابو حنیفہؒ، امام مالکؒ، امام شافعیؒ، امام احمد بن حنبلؒ) میں سے کسی نے اس کی تعلیم نہیں دی ہے۔ صحابہ کبارؓ، تابعین یا تبع تابعین کوئی وظیفہ یا درود اجتماعی رنگ میں بیک آواز نمازوں سے پہلے یا بعد نہیں پڑھتے تھے۔ اسلامی دنیا ہند و پاکستان، عرب وغیرہ وغیرہ میں کہیں اس کا وجود نہیں، صرف سری نگر اور کشمیر کے دیہات میں یہ رسم چلی آئی ہے۔ یہ کشمیریوں کا خود ساختہ فعل ہے جس کو شرعِ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم میں بدعت کہتے ہیں۔ حدیث میں آیا ہے :

شَرُّ الْاُمُوْرِ مُحْدَثَاتُهَا — ہر ایک نئی بات بدترین کام ہے
وَكُلُّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ وَ — اور ہر نئی بات گمراہی (بدعت) ہر ایک
كُلُّ ضَلَالَةٍ فِي النَّارِ — گمراہی دوزخ میں پہنچا دیتی ہے۔

حضرت میر سیّد علی ہمدانیؒ نے اپنی کتاب "ذخیرۃ الملوک" میں ایک حدیث نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

"اَھْلُ الْبِدَعِ کِلَابُ اَھْلِ النَّارِ" بدعتی جہنمیوں کے کتے ہوں گے

ایک اور حدیث میں آیا ہے :

مَنْ اَحْدَثَ فِیْ اَمْرِنَا ھٰذَا مَالَیْسَ مِنْہُ فَھُوَ رَدٌّ (مشکوٰۃ المصابیح) جو شخص ہمارے اس کام (دینِ اسلام) میں کوئی نئی چیز جو اس دین کا جزء نہیں نکالے تو وہ چیز مردود ہے۔

کسی نمازی کو دعا مانگنے اور تسبیحات پڑھنے کا شوق ہے تو آہستہ آہستہ اور چپکے چپکے مسنون اور ماثورہ دعا لحن اور راگ کے بغیر درود پڑھنے میں کیا نقصان ہے؟ جبکہ قرآن کریم میں چپکے ہی دعا مانگنے کی ہدایت کی گئی ہے۔ فرمایا گیا :

اُدْعُوْا رَبَّکُمْ تَضَرُّعًا وَّخُفْیَۃً اِنَّہٗ لَا یُحِبُّ الْمُعْتَدِیْنَ (الاعراف۔ ع ۷) پکارو اپنے رب کو عاجزی کے ساتھ اور چپکے چپکے، بیشک اللہ تعالیٰ حد سے تجاوز کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا ہے

جو شخص چیخ و پکار کر مانگے، اپنے رب کے بعد کسی اور سے مانگے وغیرہ۔ اسی حکم کی بنا پر حنفیوں کے پاس ہر حالت میں 'آمین' آہستہ آہستہ پڑھنا ضروری ہے، خواہ نماز میں ہو یا نماز سے خارج۔ کیونکہ آمین، دعا ہے جس کے معنی یہ ہیں: "یہ دعا قبول کر"۔

ذِکْرُ رَحْمَتِ رَبِّکَ عَبْدَہٗ زَکَرِیَّا ۝ اِذْ نَادٰی رَبَّہٗ نِدَآءً خَفِیًّا (مریم) بغرض طلب اولاد حضرت زکریاؑ پیغمبر نے اپنے رب سے چپکے چپکے دعا مانگی۔ یا یہ کہ تنہائی میں دعا کی۔ جہاں اور کوئی نہ تھا۔

وَھُوَ مَعَکُمْ اَیْنَمَا کُنْتُمْ (الحدید) وہ (اللہ) تمہارے ساتھ ساتھ ہے جہاں تم ہو۔

وَنَحْنُ اَقْرَبُ اِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيْدِ (ق)

اللہ تعالیٰ بندے کو رگِ جان سے زیادہ نزدیک ہے۔

بعض لوگوں نے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ "اللہ تعالیٰ پاس ہے یا دور، اگر پاس ہے تو ہم چپکے چپکے دعا کریں اور اگر دور ہے تو چلّا کر مانگیں"۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی :

وَاِذَا سَاَلَكَ عِبَادِيْ عَنِّيْ فَاِنِّيْ قَرِيْبٌ اُجِيْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ (البقرہ)

اور جب آپؐ سے میرے بندے میرے متعلق دریافت کریں۔ میں قریب ہوں۔ جو کوئی مجھے پکارتا ہے، تو میں اس کی سنتا ہوں اور میں اس کا جواب بھی دیتا ہوں اور جو مجھ سے دعا کرتا ہے میں قبول کرتا ہوں۔

عَنْ اَبِيْ مُوْسٰى الْاَشْعَرِيِّ رضؓ اِنَّهُمْ كَانُوْا مَعَ نَبِيِّ اللّٰهِ وَهُمْ يَتَصَعَّدُوْنَ فِيْ ثَنِيَّةٍ جعل رَجُلٌ كُلَّمَا عَلَى الثَّنِيَّةِ نَادٰى لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ. فَقَالَ نَبِيُّ اللّٰهِ اِنَّكُمْ لَا تُنَادُوْنَ اَصَمَّ وَلَا غَائِبًا وَفِيْ رِوَايَةٍ اِرْبَعُوْا عَلٰى اَنْفُسِكُمْ.

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک ساتھی ایک موقعہ پر اونچی اونچی جگہ پر چڑھتے ہوئے لا الہ الا اللہ واللہ اکبر پکار کر پڑھتا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "تم کسی بہرے یا غائب کو نہیں پکارتے ہو، آہستگی اختیار کرو اور چپکے چپکے اس کی یاد کرو۔

دنیا کے امراء اور شہنشاہوں کے دربار میں وسیلہ اور سفارش کرنے والوں کی ضرورت ہوتی ہے تاکہ رعایا کی عرضیاں اور درخواستیں سفارش کیے ہوئے دربارِ اعلیٰ میں پہنچ جائیں۔ چونکہ وہ امراء اور بادشاہ یا صدر معاملہ سے بے خبر ہوتے ہیں لیکن دربار الٰہی میں کسی کے وسیلہ کی ضرورت نہیں ہے۔ چونکہ اللہ بندے کے بہت قریب ہے۔

وَاللّٰہُ یَعْلَمُ اِسْرَارَھُم (سورہ محمد) — اللہ لوگوں کی خفیہ باتیں خوب جانتا ہے۔

وَاِنْ تَجْھَرْ بِالْقَوْلِ فَاِنَّہٗ — اگر تم بات کو زور سے کہو لیکن وہ (اللہ)

یَعْلَمُ السِّرَّ وَاَخْفَی (سورہ طٰہٰ) — خفیہ اور پوشیدہ بات سنتا ہے۔

حدیث میں آیا ہے:

دَعْوَۃُ السِّرِّ تَعْدِلُ — چپکے چپکے ایک دعا اجابت قبولیت میں اللہ

سَبْعِیْنَ فِی الْعَلَانِیَۃِ — کے پاس اُن ستر دعاؤں کے برابر ہے جو

پکار کر کی جاتی ہیں۔

لہٰذا ثابت ہوا کہ دعائے صبح یا کوئی اور دعا بلند آواز سے مانگنا از روئے شرع سراسر غیر مناسب ہے۔ بلند آواز سے دوسرے نمازیوں کو تکلیف و ایذا ہوتی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

اَلْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ — مسلمان وہ ہے جس کے ہاتھ اور زبان

مِنْ یَدِہٖ وَلِسَانِہٖ (مشکوٰۃ) — سے دوسرے مسلمانوں کو تکلیف نہ پہنچے۔

اس کی زبان سے کسی اور کی عبادت میں خلل ہو تو کیا یہ ایذا نہیں ہے۔ لوگو! اللہ سے ڈرو۔ اللہ فرماتا ہے:

وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ مَّنَعَ — اس سے بڑھ کر کون ظالم ہے جو کہ

مَسَاجِدَ اللّٰهِ اَنْ يُّذْكَرَ فِيْهَا اسْمُهٗ وَسَعٰى فِيْ خَرَابِهَا (بقرہ)

اللہ تعالیٰ کی مسجدوں میں ذکر اللہ (نماز) اور عبادت کیے جانے سے روکے اور ان مسجدوں کو ویران کرنے میں کوشش کرے، ان کو دنیا میں رسوائی نصیب ہوگی اور آخرت میں عذاب عظیم۔

کافر لوگوں نے خانۂ کعبہ منہدم نہ کیا، نہ اس کی بنیادیں اکھاڑیں بلکہ وہ نماز کے موقعہ پر سیٹیاں اور تالیاں بجاتے تھے یا وہ مشرکین جو نماز پڑھتے تھے اس میں سیٹی اور تالی بجایا کرتے تھے، ان کے شور وشغب سے مسلمانوں کو ذکر اللہ (نماز) میں حارج ہوتا تھا۔ یہی مسجد کی خرابی ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَسَاجِدُهُمْ مَعْمُوْرَةٌ وَهِيَ خَرِبٌ

آخر زمانہ کے لوگوں کی مسجدیں بظاہر آباد ہوں مگر درحقیقت ویران ہوں گی۔

ان میں اتباع سنّت محمدیہ نہ ہوگی۔ جس طرح کشمیر کی مسجدوں میں ہے وہاں غیر مسلموں کا طور طرز پایا جاتا ہے، شور وغل ہے، مسجدوں میں نقش ونگار ہے، بدن ہلا کر زور زور سے کلمات پڑھتے ہیں، شعر خوانی ہے۔ اگرچہ کشمیری عوام کے نزدیک یہ باتیں مسجدوں کی آبادی ہے۔ لیکن دین محمدی صلی اللہ علیہ وسلم میں یہ باتیں بدعات اور خود ساختہ ہیں اور یہی ان مسجدوں کی بے ادبی اور ویرانی ہے۔

دعائے صبح کی عبادت نہ صرف غلط اور بے معنی ہے بلکہ دعائے صبح میں جو عربی، فارسی اور کشمیری اشعار پڑھے جاتے ہیں۔ اپنے معنی کے لحاظ سے اکثر حصہ دین سے کوئی مناسبت نہیں رکھتا ہے۔ بعض عربی اشعار، عربی زبان کے لحاظ سے بالکل

غلط ہیں ۔ مثلاً ؎

اِنْ نِلْتَ یَا رِیْحَ الصَّبَا یَوْمًا اِلٰی اَرْضِ الْحَرَم
بَلِّغْ سَلَامِیْ رَوْضَۃً فِیْھَا النَّبِیُّ الْمُحْتَرَم

اس شعر میں لفظ "ریح" کو مذکر استعمال کیا گیا ہے حالانکہ یہ مؤنث ہے۔ اس لحاظ سے "اِنْ نِلْتَ" کی جگہ "اِنْ نِلْتِ" اور "بَلِّغ" کی جگہ "بَلِّغِی" ہونا چاہئے تھا۔ شعر کی اس غلط بناوٹ سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ یہ شعر کہنے والا عربی سے نابلد ہے۔

اس جیسے فارسی اور عربی اشعار کو جب عام لوگ دعائے صبح میں پڑھتے ہیں اور زیادہ بے ربط اور بے معنی بن جاتے ہیں۔ اس شعر کو یوں پڑھا جاتا ہے "اِنْ نِلْتَ یَارِیْ ھَرْصَبَا یَوْمًا اِلٰی ھَرْدِلْحَرَم" اس طرح یہ شعر نہ عربی، نہ فارسی، نہ اردو، نہ کشمیری ہے بلکہ بے معنی شعر بن جاتا ہے۔ افسوس کا مقام ہے کہ پڑھنے والا خود نہیں جانتا ہے کہ وہ کیا کہہ رہا ہے اور پھر یہ سمجھتا ہے کہ اِنَّھُمْ یُحْسِنُوْنَ صُنْعًا۔ اپنے خیال میں وہ نیک کام کرتے ہیں حالانکہ وہ گرفتار وبال ہو جاتے ہیں۔

دوسرا شعر ملاحظہ ہو ؎ "یَا رَحْمَۃً لِّلْعٰلَمِیْنَ اَنْتَنْ شَفِیْعُ الْمُذْنَبِیْنَ" دیکھئے کس طرح جہّال نے اس کا بھی حلیہ بگاڑ دیا ہے۔ اس کے معنی پر غور کیجئے کہ اے رحمۃً للعالمینؐ آپ شفیع المذنبینؐ کو لائیے۔ گویا رحمۃ للعالمینؐ اور شفیع المذنبینؐ الگ الگ دو شخص ہیں حالانکہ یہ دونوں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صفات ہیں۔

ایک اور عبارت ملاحظہ ہو، جس کو عوام نے بالکل بے معنی بنا دیا ہے "اَنْتَ حَیٌّ قَلُوْبُنَا"

غیر اللہ کو پکارنا ان خود ساختہ اشعار کا اگر صحیح تلفظ بھی کیا جائے، تب بھی شرعًا ان کا ورد درست نہیں ہے چونکہ مساجد میں غیر اللہ کو پکارنا ہر حال میں ناجائز ہے۔

قرآن مجید میں ہے :

وَاَنَّ الْمَسَاجِدَ لِلّٰهِ فَلَا تَدْعُوْا مَعَ اللّٰهِ اَحَدًا (سورۃ الجن)

تحقیق مساجد اللہ ہی کے لیے ہیں، تو اللہ کے سوا (ان میں) کسی اور کو مت پکارو۔

اس نص صریح کی روشنی میں اللہ کے سوا کسی فرد یا بشر کو یا کسی بے جان چیز کو پکارنا قطعاً غلط ہے۔ اس میں اولیاء، انبیاء اور بادصبا جیسی چیزیں سب آتی ہیں۔ بادصبا کو پکارنا محض شاعرانہ تخیل ہے جو بالکل بے حقیقت ہے۔ مسجد شاعری اور سخن آزمائی کا مقام نہیں خاص کر اس شاعری کے لیے مسجد میں کوئی جواز نہیں جو سراسر شرک و بدعات کی طرف رہنمائی کرتی ہو

خیالات میں تضاد

ایک اور شعر ملاحظہ ہو :

ہاوا وہ واتکنا تتوی یتہ ڈاف تراوت مصطفٰے — احوال میانی تس ونک سوئی ہو کرم دادن دو

ایستادہ روزت عرض کرکا شر غریباہ پیو پتھر — بے یار و بے کس، بے ہنر و نکن تغافل چھارو ا

کشمیر کا مسلمان یہ شعر پڑھ کر اقرار کرتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ میں مدفون ہیں اور ہمارے حالات سے بے خبر ہیں، اب قاصد کی ضرورت ہے جو ان کو خواب سے بیدار کرے۔ لہذا صبح کی ہوا سے درخواست کرتا ہوں کہ تو قاصد بن کر وہاں جا کر ہماری معروضات ان تک پہنچا دو، یہی کشمیری مسلمان دوسری طرف خود ساختہ عقیدہ رکھتا ہے جب وہ درود حضور پڑھتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم براہ راست سن لیتے ہیں، بلکہ حاضر و ناظر ہوتے ہیں۔ اس عقیدے کی بنا پر مولود پڑھنے والے تمام حاضرین درود حضور پڑھتے وقت کھڑے ہو جاتے ہیں، ان کا عقیدہ ہے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم مجلس میں تشریف لا رہے ہیں۔ دیکھئے ان کے خیالات میں کتنا تضاد ہے، کہیں ان کو قبر مبارک میں مدفون سمجھ کر

بادصبا کو قاصد بنا کر بھیجا جاتا ہے اور کہیں انھیں حاضر و ناظر جان کر ادب کے لیے کھڑے ہو جاتے ہیں۔

یاد رکھئے! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا کوئی نبیؑ یا ولیؒ بعد وفات قبر چھوڑ کر کسی اور جگہ پر حاضر نہیں ہو سکتے ہیں۔ اگر کوئی شخص ایسا عقیدہ رکھے تو بحکم امام ابو حنیفہ رحمتہ اللہ علیہ وہ کافر ہے:

۱۔ مَنْ قَالَ اَنَّ اَرْوَاحَ الْمُقَرَّبِیْن حَاضِرَۃٌ یُکَفَّرُ (النہایہ علی البدایہ) — بندوں کی روحوں کو جو شخص خدا کے قریب حاضر و ناظر جانتا ہے وہ عقائد کفریہ میں مبتلا ہے

چونکہ یہ صفات محض اللہ جل شانہٗ کے ساتھ مخصوص ہیں، علماء نے ایسے شخص کو کافر کہا ہے۔

(محمد خلیل الرحمٰن نائب مفتی دارالعلوم دیوبند)

۲۔ حاضر و ناظر اور علم الغیب انبیاء و اولیاء کو جاننا شرک ہے۔

(محمد عبدالغنی مدرسۃ الامینیہ دہلی)

.... (ترجمہ) حنفیوں نے اس شخص کو کافر ہونے کا حکم جاری کیا جو یہ اعتقاد رکھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غیب جانتے ہیں۔ پس ایسے اعتقاد رکھنے والے کو مسجد کا امام بنانا بھی جائز نہیں۔ (مسعود احمد نائب مفتی دارالعلوم دیوبند)

نوٹ: کسی حدیث یا قرآنی آیت میں نہیں ہے کہ تم بادصبا کو پکارو تاکہ وہ تمہاری فریاد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچائے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی یہ نہیں فرمایا کہ اے میری اُمت! تم اپنی حاجات مجھ سے طلب کرو یا تم اپنی عرضیاں میرے پاس لاؤ اور میں تمہاری درخواستوں پر سفارش کر کے اللہ کے پاس بھیجدوں گا اور جس پر میرے دستخط ثبت نہ ہو گا وہ مسترد کر دی جائیگی۔

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے "تم اپنی حاجات براہ راست اللہ تعالیٰ سے مانگا کرو۔

وَلْيَسْأَلْ رَبَّهُ أَحَدُكُمْ حَاجَتَهُ حَتّٰى يَسْأَلَ الْمِلْحَ وَحَتّٰى يَسْأَلَهُ شِسْعَ نَعْلِهِ إِذَا انْقَطَعَ (مشکوٰۃ)	ہر کسی کو چاہیے کہ اپنی سب حاجات اپنے رب سے مانگے اور نمک جیسی حقیر چیز اسی سے مانگے اور جوتے کا تسمہ جب کٹ جائے تو وہ بھی اسی سے مانگے۔

حضرت شیخ فرید الدین عطارؒ فرماتے ہیں ؎

غیر حق راہر خواند اے پسر کیست دو عالم از و گمراہ تر

جو کوئی اللہ کے بغیر کسی اور کو پکارے، اس سے حاجات طلب کرے وہ دنیا میں سب سے بڑا گمراہ ہے۔

قرآن مجید میں ہے:

قُلْ لَا أَقُولُ لَكُمْ عِنْدِي خَزَآئِنُ اللّٰهِ وَلَا أَعْلَمُ الْغَيْبَ (الانعام)	کہدو، میرے پاس خدا کے خزانے ہیں اور نہ میں تمام غیبوں کو جانتا ہوں۔
لَوْ كُنْتُ أَعْلَمُ الْغَيْبَ لَاسْتَكْثَرْتُ مِنَ الْخَيْرِ وَمَا مَسَّنِيَ السُّوْٓءُ (الاعراف)	اگر میں غیب کی باتیں جانتا ہوتا تو میں بہت سے منافع حاصل کر لیا کرتا اور کوئی مضرت ہی مجھ پر واقع نہ ہوتی، میں صرف ڈرانے والا اور خوشخبری دینے والا ہوں۔

فرض نماز کی طرف اتنی توجہ کشمیری مسلمانوں کو نہیں جتنی توجہ اس خود ساختہ اور شرکیہ دعائے صبح

کی طرف ہے۔ اگر ان سے سوال کیا جائے کہ کیا قرآن مجید یا حدیث میں اس کے پڑھنے کا حکم ہے یا کسی مجتہد نے فرمایا ہے۔ جواب میں صرف یہ کہیں گے کہ ہمارے باپ دادا اس کو پڑھتے آئے ہیں۔ ایسا ہی جواب کفار دیا کرتے تھے:

وَاِذَا قِيْلَ لَهُمُ اتَّبِعُوْا	اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ جو کچھ
مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ قَالُوْا بَلْ	اللہ تعالیٰ نے نازل کیا ہے تم اس کی پیروی
نَتَّبِعُ مَا وَجَدْنَا عَلَيْهِ	کرو۔ تو وہ کہنے لگتے ہیں ہم اسی طریقہ پر
اٰبَآءَنَا اَوَلَوْ كَانَ الشَّيْطٰنُ	چلیں گے، جن پر ہم نے اپنے بڑوں کو
يَدْعُوْهُمْ اِلٰى عَذَابِ السَّعِيْرِ	پایا۔ بھلا اگر شیطان نے ان کے بڑوں کو
(لقمٰن)	دوزخ کے عذاب کی طرف بلایا ہو، تب
	بھی یہ انہی کی پیروی کریں گے۔

"دلیل کی طرف نہیں آتے ہیں اور بلا دلیل بڑوں کی کورانہ تقلید کرتے ہیں اور ان کے غلط راستوں کی پیروی کرنے پر اصرار کرتے رہتے ہیں۔ اگر گمراہی کی طرف شیطان ان کے بڑوں کو بلاتا ہے کیا تب بھی شیطان کے قدموں کی پیروی کرتے رہیں گے۔" (تفسیر کشف الرحمٰن)

گمراہی کے پیرو مریدو! امام و مقتدی دونوں جہنم کی آگ میں اُلٹ پلٹ کر جلائے جائیں گے۔ لوگوں کا یہ عذر قبول نہ ہوگا کہ ہم کو ہمارے بزرگوں اور مجاوروں نے گمراہ کر دیا، ہمارا قصور نہیں ہے۔ چونکہ ان کے پیچھے چلنے والوں نے بھی عقل و فکر و تدبر سے کام نہ لیا۔

يَوْمَ تُقَلَّبُ وُجُوْهُهُمْ فِى	جس دن ان کے چہرے دوزخ میں
النَّارِ يَقُوْلُوْنَ يٰلَيْتَنَآ اَطَعْنَا	الٹ پلٹ کیے جائیں گے اور یوں کہیں
اللّٰهَ وَاَطَعْنَا الرَّسُوْلَا	گے اے کاش! ہم نے اللہ اور

وَقَالُوا رَبَّنَا أَطَعْنَا سَادَتَنَا وَكُبَرَآءَنَا فَأَضَلُّونَا السَّبِيلَا (الاحزاب)

رسول اللہ کی اطاعت کی ہوتی، اور کہیں گے کہ اے ہمارے رب! ہم نے اپنے سرداروں اور اپنے بڑوں کا کہا مانا سو انھوں نے ہم کو سیدھے راستہ سے گمراہ کیا۔ اے ہمارے رب! ان کو دوگنا عذاب دے اور ان پر بڑی لعنت کیجئے۔

نوٹ: گاڑی کا ڈرائیور جب غلطی سے کسی گڑھے میں گر جاتا ہے، تو نہ صرف خود بلکہ تمام سواریاں ہلاک ہو جاتی ہیں۔

رسول اللہ اور ان کے مقتدیوں کی نماز صبح پڑھنے کا طریقہ

بہ روایت اُمّ المومنین حضرت حفصہؓ: جب مؤذن اذان دے کر خاموش ہو جاتا اور صبح طلوع ہوتی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز کے اوقات ہونے سے قبل مختصر سی دو رکعتیں پڑھتے، پھر دائیں کروٹ لیٹ جاتے جب تک کہ مؤذن اقامت نماز کی اطلاع نہ دیتا۔ (۲) وتر پڑھ کر لیٹ گئے (فجر نکلنے پر) مؤذن آیا، حضورؐ نے اٹھ کر مختصر سی دو رکعتیں پڑھ لیں اور باہر تشریف لے جا کر نماز پڑھائی۔ (بہ روایت حضرت ابن عباسؓ۔ صحیح مسلم)

(۳) قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلُّوْا كَمَا رَأَيْتُمُوْنِيْ أُصَلِّيْ (صحیح بخاری)

رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم اسی طرح نماز پڑھو جس طرح تم نے مجھے پڑھتے دیکھا۔

عبادات مشروعہ میں اپنی طرف سے بڑھانا یا گھٹانا گناہ اور بدعت ہے۔ خاص کر نماز میں جو کہ عبادات بدنیہ کا سردار ہے جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے خلفائے راشدین نے ادا کی ہے۔ اسی طرح ادا کرنا چاہیئے۔

نماز صبح کے بعد بھی اونچی آواز سے اجتماعی شکل میں بیک وقت مسجد میں اوراد فتحیہ وغیرہ۔ نماز کے بعد اسم اعظم اور دس دفعہ درود پڑھنا کشمیر میں ہی ایجاد شدہ طریقہ ہے۔ ہند و پاکستان اور عرب میں اس کا نام و نشان تک نہیں ہے۔ وہاں پر نماز کا طریقہ یہ ہے کہ وقت ہوا، اذان دی گئی، امام صاحب سنتیں گھر سے یا حجرے سے پڑھ کر آئے۔ جونہی وہ مسجد کے دروازے پر نمودار ہوئے صفیں درست ہوئیں، مؤذن نے اقامت کہی، نماز فرض شروع ہوئی۔ بعد سلام امام صاحب نے چپکے چپکے منٹ دو منٹ تک دعا کی، امام صاحب مصلّے سے اٹھے۔ جن نمازوں کے بعد سنتیں ہیں عموماً امام صاحب وہ سنتیں گھر پر یا حجرے میں جا کر ادا کرتے ہیں۔ مقتدی نکلتے ہیں، اپنے اپنے کام میں مصروف ہوئے۔ جس کسی کو شوق ہو، فرصت ہو وہ مسجد میں کلام اللہ سے کچھ حصّہ چپکے چپکے پڑھتا رہتا ہے۔ وہاں پر نہ اوراد فتحیہ، نہ صلی اللہ علیک یا رسول اللہ، نہ شعر خوانی ہے اور نہ کوئی نعت و منقبت خوانی ہے صرف خاموشی ہی خاموشی۔ اس لیے وہاں کسی نمازی کی نماز میں خلل نہیں ہو پاتا ہے، اطمینان سے اپنی نمازیں ادا کرتے ہیں۔ اگر کوئی کشمیری ان کی مسجدوں میں بلند آواز سے درود خوانی کرے، وہاں کے لوگ اسے پاگل اور دیوانہ سمجھ کر مسجد سے باہر نکال دیں گے۔

سرزمین عرب میں کیا دیکھا جاتا ہے؟

مکّہ معظّمہ زادہا اللہ شرفاً کی مسجد حرام، مدینہ منوّرہ کی مسجد نبویؐ میں نمازوں کے بعد کوئی دعا، یا درود اجتماعی شکل میں نہیں پڑھتے، امام صاحب بعد سلام اٹھ کر چلے جاتے ہیں۔ ہر ایک شخص اپنی اپنی دعا علیحدہ علیحدہ چپکے چپکے مانگتا ہے۔ بعض لوگ علیحدہ علیحدہ بیٹھ کر قرآن مجید کی تلاوت کرتے ہیں، بعض بجائے خود سبحان اللہ چپکے چپکے پڑھتے ہیں، اکثر لوگ مسجد سے فوراً نکل کر اپنے کام کاج میں مشغول ہوتے ہیں۔

رسول اللہ اور ان کے مقتدی نماز کے بعد کیا کرتے تھے؟

امام ترمذیؒ روایت کرتے ہیں کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:
كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ إِذَا سَلَّمَ لَا يَقْعُدُ إِلَّا مِقْدَارَ يَقُوْلُ. (ترجمہ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عادتِ مبارک تھی کہ سلام کے بعد مصلیٰ پر اتنی دیر ٹھہرتے تھے جتنی دیر یہ دعا پڑھی جائے:
"اَللّٰهُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْكَ السَّلَامُ تَبَارَكْتَ يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ" دوسری روایتوں میں آیا ہے کہ رسول اللہ سلام کے بعد کبھی یہ پڑھتے تھے: "لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ يُحْيِيْ وَيُمِيْتُ بِيَدِهِ الْخَيْرُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ" کبھی یہ پڑھتے "سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ وَسَلَامٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ"

نوٹ: نمازوں کے بعد کوئی درود یا کوئی وظیفہ اجتماعی شکل میں نہیں پڑھتے تھے۔ فرض نمازوں کے بعد مصلیٰ پر زیادہ مدت تک نہیں ٹھہرتے، یا کچھ کلمات چلتے چلتے یا بعد نماز حجرۂ مبارکہ میں بجائے خود پڑھتے تھے۔ رسول اللہ کے مقتدی نماز کے سلام کے بعد ہی مسجد سے نکلتے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا انتظار بھی نہیں کرتے تھے۔

صحیح بخاری میں ہے کہ حضرت ابوہریرہؓ نے روایت کی کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے (ایک دن) نمازِ ظہر یا عصر (بجائے چار رکعت کے) دو رکعتیں ادا کیں، سلام پھیر کر اُٹھ گئے، ایک لکڑی (جو کہ مسجد کے سامنے تھی) کی طرف چلے گئے۔ اس پر ہاتھ رکھا، اس وقت جماعت میں حضرت ابوبکرؓ، حضرت عمر فاروقؓ بھی تھے۔ انھوں نے رسول اللہ سے نماز کی دو رکعتوں کے متعلق بات کرنے کی جرأت نہ کی۔ مسجد سے نکلے اور کہنے لگے کہ نماز میں تخفیف

ہوئی۔ (بجائے چار رکعتوں کے دو ہی پڑھی گئیں) ایک صحابی (جس کو آنحضورؐ ذوالیدین کے لقب سے پکارتے تھے) نے عرض کیا "یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا آپؐ کو بھول چوک ہوئی یا نماز میں قصر کی گئی؟" اس نے (پھر) عرض کیا "ہاں جب قصر نہ کی گئی تو آپؐ سے (ضرور) بھول چوک ہوئی ہے"۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو رکعتیں مزید پڑھیں، سلام پھیر کر پھر تکبیر پڑھی، پھر سجدۂ سہو کیا۔ اس حدیث سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بہ تقاضائے بشریت نسیان بھی ہوتا تھا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نمازوں کے بعد کوئی دعا یا کوئی درود جماعت کے سمیت نہیں پڑھتے تھے۔ جلد باز صحابہؓ سلام کے بعد رسولؐ اللہ سے قبل مسجد سے نکلتے تھے اور اپنے کام کاج میں مشغول ہوتے تھے۔ ان جلد بازوں پر کوئی عتاب نہیں ہوتا تھا کہ وہ مسجد سے فوراً کیوں نکلے؟

ایک شخص کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز سکھائی کہ ثُمَّ اسْجُدْ فَاعْتَدِلْ ثُمَّ صَلِّ اذَا (مشکوٰۃ) ترجمہ: سجدہ پورا کرو، اطمینان سے نماز کی حرکات کو ادا کرو جب تو نے یہ سب افعال کیے تو تیری نماز پوری ہوئی (بروایت رفاعہ) ملحضاً ـــــ معلوم ہوا کہ نماز کے سلام کے بعد اور کوئی ضروری حصہ باقی نہیں رہتا ہے۔ یہ کشمیر کی اجتماعی درود خوانی ہے اور ادخوانی خود ساختہ قصہ ہے۔

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ کوئی شخص نماز کے بعد صرف دائیں طرف مڑنے سے شیطان کے لیے حصہ نہ بنائے۔ چونکہ میں نے دیکھا ہے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نماز کے بعد اکثر بائیں طرف مڑ جاتے تھے (متفق علیہ) ملا علی قاریؒ نے اس حدیث کی شرح میں لکھا ہے جس کسی نے امر مستحب پر اصرار کیا اور مداومت کی، اس کو ضروری سمجھا اور وہ کام ہمیشہ کرتا رہا تو اس کو شیطان نے گمراہ کیا۔ فتاویٰ عالمگیری میں ہے: وَمَا يَفْعَلُ عَقِيبَ الصَّلٰوةِ مَكْرُوهٌ لِاَنَّ الْجُهَّالَ يَعْتَقِدُونَهَا سُنَّةً اَوْ وَاجِبَةً وَكُلُّ مُبَاحٍ يُؤَدِّي اِلَيْهِ فَمَكْرُوهٌ (ترجمہ) جو کچھ نمازوں

کے بعد (ضروری جان کر) کیا جاتا ہے وہ مکروہ ہے (اللہ کو ناپسند ہے) کیونکہ جاہل لوگ ان کاموں کو سنت یا واجب خیال کرتے ہیں۔ ہر ایک مباح چیز جو اس درجہ تک پہنچ جائے کہ ضروری اور لازمی خیال کیا جائے وہ مکروہ ہے مثلاً نعت خوانی، اسم اعظم وغیرہ۔

چلا چلا کر یادِ خدا نہ کر!

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَاذْكُرْ رَّبَّكَ فِي نَفْسِكَ تَضَرُّعًا وَّخِيفَةً وَ	اپنے رب کی یاد کر اپنے جی میں، عاجزی سے
دُوْنَ الْجَهْرِ مِنَ الْقَوْلِ بِالْغُدُوِّ وَالْاٰصَالِ	اور ڈر کر، پست آواز میں صبح و شام کو، اور
وَلَا تَكُنْ مِّنَ الْغٰفِلِيْنَ	غافلوں میں سے نہ ہو

"دُوْنَ الْجَهْرِ" کی تفسیر میں ابن عباسؓ نے فرمایا کہ اپنے رب کی اس طرح یاد کرے کہ وہ پڑھنے والا، خود سننے والا... (تفسیر کبیر جلد ۶-۷) "رفع الصوت" آواز کا بلند کرنا سننے والے کو اذیت پہنچاتا ہے اور بے ادبی اس کے ساتھ جس کو بلاتا ہے، آواز کا پست کرنا اخلاقی فضائل میں سے شمار کیا جاتا ہے۔ اپنے سے بزرگ کے ساتھ بات چیت کرنے میں آواز کی پستی واجب اور ضروری ہے چلانا اچھا نہیں۔

وَاغْضُضْ مِنْ صَوْتِكَ اِنَّ اَنْكَرَ الْاَصْوَاتِ	اپنی آواز پست کر، تحقیق گدھے کی آواز تمام
لَصَوْتُ الْحَمِيْرِ (لقمان)	آوازوں سے بدتر ہے۔

بلند آواز کرنے والوں کو گدھوں کے ساتھ، اور ان کی آواز کو گدھوں کے چیخ کے ساتھ مشابہت دی گئی چونکہ چیخ و پکار بہت ہی ناپسند ہے جس کی تائید اس امر سے ہوتی ہے کہ رسول اللہ کو پست آواز کرنے والا خوش، اور بلند آواز کرنے والا ناخوش لگتا تھا۔ (تفسیر مدارک)

وَلَا تَجْهَرُوْا لَهٗ بِالْقَوْلِ... الخ (الحجرات)	رسول اللہ کی مجلس میں بلند آواز کرنا خلاف ادب اور بے تعظیمی ہے۔

اللہ تعالیٰ برا جانتا ہے بلند آواز کرنے والے کو اور دوست رکھتا ہے پست آواز کرنے والے کو (اکثر)

سنن ترمذی کے ابواب الفتن میں دو حدیثیں ہیں، جن میں تذکرہ ہے کہ مسجدوں میں بلند آوازیں کرنا علامتِ قیامت ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب میری امت پندرہ کام کرے گی تو ان پر مختلف عذاب مثلاً سرخ ہوا، زمین میں دھنس جانا، صورتوں کی تبدیلی وغیرہ ہوں گے۔" عرض کیا گیا۔ وہ پندرہ چیزیں کیا ہوں گی؟ رسول اکرمؐ نے ان کی تفصیل بیان فرمائی جن میں ایک چیز یہ ہے کہ " وَارْتفعتِ الْاَصْوَاتُ فِی الْمَسَاجِدِ" مسجدوں میں آوازیں بلند کر دی جائیں گی۔

بروایت حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ایک اور حدیث ہے کہ جب یہ باتیں نمودار ہوں، جس میں ایک بات یہ ہے کہ " وَظَهَرتِ الْاَصْوَاتُ فِی الْمَسَاجِدِ" مسجدوں میں آوازیں بلند کر دی جائیں گی تو بھونچال، زمین میں دھنس جانے، صورت کی تبدیلی اور آسمان سے پتھراؤ کے لوگ منتظر رہیں۔

حضرت سائب بن یزید کہتے ہیں کہ میں مسجد نبویؐ میں سویا ہوا تھا۔ پس ایک شخص نے مجھے کنکریاں ماریں، میں نے دیکھا تو وہ حضرت عمر فاروقؓ تھے، انھوں نے مجھے فرمایا: "جاؤ ان دو شخصوں کو میرے پاس لاؤ" پھر میں ان دونوں کو حضرت عمرؓ کے پاس لایا۔ آپ نے ان سے پوچھا تم کہاں کے ہو؟ وہ بولے ہم طائف کے ہیں۔ تو حضرت عمرؓ نے فرمایا " اگر تم شہر مدینہ کے ہوتے تو میں تم کو سزا دیتا، اس بات پر کہ " اَنْ رَفَعَانِ اصواتکما فِی مَسْجِدِ رَسُولِ اللّٰہ" تم اپنی آوازوں کو مسجد رسول اللہ میں بلند کرتے ہو۔ مسجد میں اونچی آواز سے کچھ پڑھنا، بولنا، اسلام کے نقطۂ نگاہ میں بے ادبی ہے چونکہ وہ گاؤں کے آدمی تھے قواعد و آداب مسجد سے بے خبر تھے، اس لئے ان کو سزا نہ دی گئی۔

قابل افسوس بات یہ ہے کہ اوراد خوان، سلام اور درود حضور کے وقت چیخنا پسند کرتا ہے اور محبت خیال کرتا ہے۔

عزیز بھائیو!

قرآن کریم میں درود پڑھنے کا حکم ہے۔ اس کے فضائل کا منکر کوئی نہیں، جبکہ فرصت ہو جس وقت اور جس جگہ چاہے پڑھے۔ یہ ضروری نہیں کہ نمازوں کے بعد ہی پڑھے لیکن پست آواز میں اس طرح کہ کسی دوسرے کی نماز یا نیند میں مخل نہ ہو، نہ کسی ذاکر کے ذکر میں خلل پیدا کریں۔ ہر نمازی نماز کے آخری قعدہ میں وہ درود پڑھتا ہے جو کہ رسول اللہ نے اُمت کو سکھایا۔ وہ درود شریف یہ ہے " اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ .... (الخ) پھر دعائیں کمالِ ادب سے اور چپکے چپکے پڑھی جائے۔ جیسا کہ تعلیم رسول اللہ تھی ـــــ افسوس کا مقام ہے کہ اکثر نمازی اس بہترین درود کو جانتے ہی نہیں ہیں۔ شور و غل سے درود یا اوراد پڑھنا کمال بے ادبی اور عدول حکمی ہے۔

حق تعالیٰ نے حجۃ الوداع میں یہ آیت نازل فرمائی " اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ " (ترجمہ) میں نے آج (عرفہ کے دن) تمہارے لیے تمہارا دین مکمل کیا۔ تم پر دینی نعمت پوری کی۔ اور میں تمہارے لیے اسلام کے دین ہونے پر) راضی رہا۔

نتیجہ یہ نکلا کہ برتن پورا بھر گیا تو اس میں اور کوئی چیز بھرنے کی گنجائش ہی نہیں ہے۔ رسول اللہ نے اُمت کو نماز سکھائی، درود ابراہیم قعدہ میں پڑھنے کی تعلیم دی۔ انھوں نے نمازوں کے بعد کوئی اوراد یا کوئی درود یا کوئی شعر حلقہ بنا کر کبھی نہ پڑھا۔ مزید فرمایا " صَلُّوْا کَمَا رَاَیْتُمُوْنِیْ اُصَلِّیْ " "میرے نمونے کے مطابق تم بھی نماز پڑھو"۔ تو اب کسی اور صاحب کا وظیفہ یا اوراد یا کسی شاعر کا شاعرانہ درود یا نماز سے قبل دعائے صبح نماز کا اہم جزو بنانا قابل افسوس ہے۔ مسلمانوں! اگر آپ کا آج تک یہ وجہ بے خبری مسجدوں میں شور و غل اور حلقہ بنا کر خود ساختہ فعل تھا۔ اب اللہ سے معافی مانگو، اب آپ نے احکام شریعت سُن لیے اس سے منہ مت موڑو، اللہ کے پاس جوابدہ ہے، اللہ سے ڈرو (ملخصاً کتاب دامل حنیفیت مولانا احمد علی صاحب لاہور)

درمختار حنفیوں کی ایک معتبر کتاب ہے، اس میں لکھا ہوا ہے: "درود پڑھتے وقت اعضاء کو حرکت دینا اور آواز بلند کرنا جہل ہے"۔ اس سے معلوم ہوا کہ بعض جگہ جو رسم ہے کہ نمازوں کے بعد حلقہ باندھ کر بہت زور سے چلّا چلّا کر درود پڑھتے ہیں، قابل ترک ہے "کتاب زاد العبد فی الصلوٰۃ علی النبیؐ مصنفہ مولوی اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ"

مسجد میں اجازت نہیں ہے کہ کوئی ذکر جہر سے دوسروں کو خلل پیدا کرے اور تکلیف دے۔ مسجدیں بموجب ارشاد نبویؐ جنّت کے باغات ہیں، اور جنت میں آواز و تکلیف نہ ہونا چاہیے۔

بہشت آنجا کہ آزارے نہ باشد　　کسے را با کسے کارے نہ باشد

(اشرف المواعظ آداب المساجد اشرف علی تھانویؒ)

حضرت میر سید علی ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے۔ (اشعار اوراد فتحیہ) (عربی کا ترجمہ) بیشک نفلی عبادات اور یادِ خدا چپکے سے اور پوشیدہ طور کرنے میں نہ ریاکاری ہے نہ بناوٹ، یہ طریقہ افضل اور بہتر ہے، بلند آواز سے پڑھنا اس وقت خوب ہے جبکہ ریا نہ ہو اور جبکہ اس بلند آواز سے اور کسی کی نماز میں خلل اور گڑبڑ نہ ہو۔ (اس سے صاف ظاہر ہے کہ حضرت میر سید علی ہمدانیؒ کے پاس بھی مسجد میں اونچی آواز سے کوئی ذکر درست نہیں، چونکہ مسجد میں ہر وقت نمازی نماز پڑھتے ہیں) آگے چل کر حضرت میر سید علی ہمدانیؒ فرماتے ہیں "یادِ خدا چیخ و پکار کر کے نہ کرنا چاہیئے۔ جیسا کہ اوراد خواں سلاموں اور درود کے وقت چیخ و پکار کرتے ہیں اور شور و غل مچاتے ہیں۔ بلند آواز سے مراد کہ دوسرا پاس والا سنے اور چیخ و پکار سے مراد یہ کہ سارے حاضرین اور دور تک سنیں۔

بعض دین سے بے خبر لوگ کہتے ہیں کہ جب کوئی نماز پڑھنے لگے تو وہ کیوں خدا سے دل نہ لگائے۔ ہمارے اوراد اور درود بلند آواز میں پڑھنے سے نمازی کا کیا بگڑتا۔

بشریت کا تقاضہ ہے کہ آدمی خواہ ولی ہو، خواہ نبی ہو، بیرونی حرکات، آواز اور

نقش و نگار اس کی نماز میں خلل ڈالتے ہیں۔ دیکھئے!

حضرت ابوطلحہ انصاری رضی اللہ عنہ اپنے باغ میں نماز پڑھ رہے تھے، ایک خوشنما چڑیا نے سامنے آکر چہچہانا شروع کیا، حضرت ابوطلحہؓ دیر تک اِدھر اُدھر دیکھتے رہے۔ پھر جب نماز کا خیال آیا تو رکعت یاد نہ رہی دل میں کہا کہ اس باغ نے یہ فتنہ برپا کیا۔ یہ سوچ کر رسول اللہ کی خدمت اقدس میں آئے اور واقعہ بیان کیا اور کہا "یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ باغ راہ خدا میں نذر ہے"

اسی طرح ایک اور صحابی اپنے باغ میں نماز میں مشغول تھے، باغ اس وقت سرسبز و شاداب اور پھولوں سے لدا ہوا تھا، پھولوں کی طرف نظر اُٹھ گئی۔ نماز یاد نہ رہی، جب اس کا خیال آیا تو دل میں غلوم ہوئے کہ دنیا کے مال و دولت نے اپنی طرف متوجہ کیا۔ پھر تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اس کو بیت المال کی طرف سے بیچا تو وہ پچاس ہزار میں فروخت ہوا۔ یہ ہر دو واقعہ مؤطا امام مالکؒ میں ہیں۔ اور شبلی نعمانی سیرت النبی میں لکھتے ہیں:

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اعتکاف میں تھے۔ لوگ مسجدوں میں زور زور سے قرأت پڑھتے تھے۔ آپؐ نے فرمایا: لوگو! تم میں سے ہر ایک خدا سے مناجات کر رہا ہے تو وہ سمجھے کہ کیا کہہ رہا ہے اور ایک دوسرے کی مناجات میں اپنی آواز سے خلل انداز نہ ہو۔ (ابو داؤد صلوٰۃ اللیل)

ایک مرتبہ حضرت عمر فاروقؓ نماز پڑھ رہے تھے، ایک شخص آیا جو کوئی چیز لئے ہوئے تھا اس کو صف کے آگے ڈال دیا اور خود نماز میں شریک ہوگیا۔ جیسا کہ آجکل عموماً کیا جاتا ہے۔ فاروق اعظمؓ نے اسے نماز سے فارغ ہو کر سزا دی کہ تو نے نمازیوں کو تشویش میں ڈالا۔ (کتاب الاعتصام اللشاطبی)

"لَوْ يَعْلَمُ الْمَارُّ بَيْنَ يَدَيِ الْمُصَلِّي مَاذَا عَلَيْهِ لَكَانَ يَقِفُ أَرْبَعِينَ خَيْرًا لَّهُ مِنْ أَنْ يَمُرَّ بَيْنَ يَدَيْهِ" (ترجمہ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اگر نمازی کے سامنے سے گزرنے والے کو خبر ہوتی کہ کتنا گناہ ہے۔ تو چالیس برس تک کھڑا رہنا، نمازی کے سامنے سے نکلنے سے اس کے نزدیک بہتر ہوتا" حجۃ اللہ البالغہ میں شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ فرماتے ہیں، چونکہ

اس کا گزرنا نمازی کے دل میں تشویش پیدا کرتا ہے اس لیے نمازی کو حق ہے کہ وہ آگے سے گزرنے والے کو روک لے، اس کو چلنے نہ دے۔ یہی مطلب ہے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ آگے سے گزرنے والے کے ساتھ لڑے کیونکہ وہ شیطان ہے۔

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "وَاللّٰہِ اِنِّیْ لَاَسْمَعُ بُکَاءَ الصَّبِیِّ وَاَنَا فِی الصَّلٰوۃِ فَاُخَفِّفُ مَخَافَۃَ اَنْ تُفْتَنَ اُمُّہٗ" (ترجمہ قسم بخدا کہ میں نماز میں ہوتا ہوں (قرأت، رکوع، سجدے میں تخفیف کرتا ہوں) جب بچے کا رونا سنتا ہوں، پھر نماز ہلکی کرتا ہوں، چونکہ مجھے ڈر ہے کہ اس بچے کی ماں (جو میرے پیچھے نماز میں ہوگی) کو بچہ کا رونا تشویش میں نہ ڈالے، اس کو نماز میں بے چینی پیدا نہ کرے۔

اُمّ المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک منقش چادر اوڑھ کر نماز پڑھی اور نماز کے بعد فرمایا کہ اس کے نقوش سے میرا خیال مٹ گیا۔ تم جاکر یہ چادر ابوجہم (جس نے یہ تحفہ بھیجا تھا) کو واپس دے دو اور میرے لیے سادہ کمبل لے آؤ۔ (صحیح بخاری و ذخیرۃ الملوک مصنفہ میر سید علی ہمدانیؒ)

حضرت عائشہ صدیقہؓ نے ایک پردہ سے اپنے کمرے کی دیوار کو ڈھانپا۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اس پردے کو میرے سامنے سے ہٹا دو کیونکہ اس کی تصویریں میری نماز میں آگے آتی ہیں اور تشویش پیدا کرتی ہیں"۔ (صحیح بخاری)

اسی بنا پر درمختار میں ہے کہ مسجد کی اندرونی دیواروں پر کچھ لکھنا مکروہ ہے۔ (خواہ کلمہ ہو یا نقشہ بیت الحرام یا نقشہ مسجد نبویؐ ہو) چونکہ یہ سب نمازی کا خیال دوسری طرف پھیر دیتا ہے (جائے نماز جس پر نقوش یا گلکاری ہو نماز پڑھنا مکروہ ہے) خانقاہ مسنیٰ کی دیواروں پر بعد میں آنے والوں نے لکھوایا ہے جو کہ دین سے بے خبر تھے۔

مغالطہ: بعض لوگ کہتے ہیں کہ سب لوگ وقت پر کیوں نہیں آئے؟ اگر بعد میں آنے والے نمازی جماعت میں حاضر ہوتے تو ہمارا یہ شور ان کو خلل نہ کرتا۔

جواب : رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے اصحابؓ بھی سورج چڑھنے کے بعد بیدار ہوئے۔ مسجد صرف نماز پڑھنے کے لیے ہے، خواہ نماز وقت پر ادا کی جائے یا قضا پڑھنی ہو۔

صحیح مسلم میں ہے کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خیبر کے جہاد سے واپس آئے، رات کو چلتے چلتے آخر شب میں نیند نے غلبہ کیا اور ایک جگہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ تم ہماری نگہبانی کرو۔ رسولؐ اللہ اور ان کے صحابیؓ سو گئے۔ پھر حضرت بلالؓ نے نماز پڑھی جس قدر ان کی قسمت میں تھی، پھر اپنی سواری (اونٹ) کے ساتھ اس طرح تکیہ لگا لیا کہ مشرق کی طرف منہ رہا۔ ان کو بھی نیند غالب ہوئی۔ نہ رسولؐ اللہ، نہ حضرت بلالؓ اور نہ کوئی صحابیؓ جاگے۔ جب تک کہ دھوپ کی گرمی ان کو لگ گئی۔ پھر سب سے پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جاگے اور گھبرائے۔ فرمایا "اے بلال! تجھے کیا ہوا؟ کہ ہم کو بیدار نہ کیا"۔ انھوں نے عرض کیا "نیند غالب ہو گئی"۔ پھر تھوڑا آگے چل کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو کیا۔ بلالؓ کو حکم دیا کہ وہ اقامت کہیں۔ جماعت سے نماز پڑھائی گئی۔ پھر فرمایا "جب نماز کو بھول جائے پھر جب اسے یاد آئے تو اسی وقت نماز پڑھے۔ اس کی نماز کا اصلی وقت وہی ہے۔

حضرت صفوان رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ ہم زراعت پیشہ اور باغ والے ہیں، رات کے وقت زراعت اور باغ کو پانی دینے میں لگتے ہیں نیند کا موقعہ نہیں ملتا ہے پھر ضرورتاً سورج چڑھنے تک نیند میں پڑ جاتے ہیں اور اس سے پہلے بیدار نہیں ہوتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "جس وقت بیدار ہو جاؤ اسی وقت نماز پڑھو"۔

لہٰذا کسی کو یہ حق نہیں کہ قضا نماز پڑھنے والوں اور دیر سے نماز پڑھنے والوں کی نماز میں خلل کرے۔ جبکہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو مسجد میں نماز پڑھنے کا حق دیا ہے، چاہے وہ سورج چڑھ کر کیوں نہ آئے۔ بموجب حدیث رسولؐ اللہ جس وقت بیدار ہو جائیں، وہی ان کی

نماز کا اصلی وقت ہے۔ لیکن اونچی آواز سے اوراد، دعائے صبح پڑھنے کا ثبوت یا حکم قرآن وسنت میں موجود نہیں ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم تھی کہ نفل (سنتیں) بھی گھروں میں پڑھیں، مسجدوں میں وہ عموماً صرف فرائض ادا کرتے تھے۔ حنفیوں (جو کہ حضرت امام ابوحنیفہؒ کو اپنا پیشوا مانتے ہیں) کا مسلک ہے کہ نفلی عبادتیں مثلاً شب قدر، شب برات میں شب بیداری گھروں میں ہی کرنی چاہئے۔ وہیں عیال کو بیدار رکھ کر تہجد پڑھنا اور تلاوتِ قرآن کرنا بہترین عبادت ہے۔ مرد نماز عشاء و فجر جماعت سے مسجدوں میں پڑھیں۔ بس۔

کشمیر میں جو خود ساختہ رسم ہے کہ ان راتوں میں مسجدوں میں شور وغل اٹھایا جاتا ہے، بجلی کے لیمپ بہ کثرت جلائے جاتے ہیں، مسجدوں میں قہوہ، چائے پیتے ہیں، شیرینی، روٹیاں بانٹ کر اس کو تبرک بولتے ہیں، مسجدوں میں ہوٹل بناتے ہیں۔ یہ باتیں نہ صرف در مسلک حنفیہ بلکہ بالاتفاق علمائے کرام نادرست اور ناجائز ہیں۔ ہاں صرف اعتکاف والا اور مجبوراً کوئی مسافر مسجدوں میں کھا پی سکتے ہیں۔

شب بیداری میں جتنی دیر کوئی آدمی بیدار رہ سکے، بیدار رہے۔ پھر آرام کرے، چونکہ آدمی پر آنکھوں کا بھی حق ہے اور جسم کا بھی، ایسی بیداری نہ کرو کہ دوسرے دن بیمار ہو جاؤ اور روزمرہ کے کام نہ کر سکو ——— سعدیؒ فرماتے ہیں ؎

ترسم بہ کعبہ نرسی اے اعرابی کیں رہ کہ تو میروی بہ ترکستان است

یعنی:۔ اے اعرابی! جس راستے سے جو چلتا ہے وہ ترکستان کو جاتا ہے۔ جو تمہارا ارادہ تھا کہ کعبہ جاؤ گے وہ دوسرا راستہ ہے۔

اے کشمیر کے سادہ لوح آدمی جو تجھے خیال ہے کہ تم ایسا کرنے سے اللہ کو راضی کرتے ہو، وہ تمہارا بھول ہے بلکہ تم اللہ کی عدول حکمی کرتے ہو۔

Scanned with OKEN Scanner

بخاری و مسلم نے ذکر کیا کہ سہل بن سعد رضی اللہ عنہ نے نقل کیا کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "میں تم سب سے پہلے حوضِ کوثر پر سامان درست کرنے کو جاؤں گا، جو شخص میری طرف سے چلے وہ پیئے گا، وہ کبھی پیاسا نہ ہوگا۔ البتہ کئی فرقے ایسے ہوں گے کہ میں ان کو پہچانتا ہوں گا (نفاليوں سے کہ وہ کلمہ پڑھتے تھے، نماز، روزہ، زکوٰۃ اور حج ادا کرتے تھے) اور وہ مجھ کو پہچانتے ہوں گے (کہ یہ ہمارے پیغمبر تھے) پھر میرے اور ان کے درمیان پردہ ڈالا جائے گا (ان کو میرے پاس نہ آنے دیا جائے گا) حوض کوثر کا پانی ان کو نہ ملے گا تو میں کہوں گا کہ انھوں نے آپ کے بعد کیا کیا نئی باتیں نکالی تھیں (سنت ترک کر کے بدعت ایجاد کی تھی) تب میں کہوں گا کہ جس نے میرے بعد دین کو متغیر کیا (مجھ سے) دور رہے، دور رہے!

مسئلہ ۱:۔ مسجد خالی ہے، ایک شخص نے تلاوت قرآن یا درود زور زور سے پڑھنا شروع کیا۔ اسی اثنا میں دوسرا آدمی داخل ہوا جو کہ نماز (خواہ وقت کی، خواہ قضا کی) پڑھنے لگا۔ اس اونچے اونچے یاد خدا کرنے والے کو چاہیئے کہ اپنے جی میں یاد خدا کرے، ورنہ نمازی کو خلل ڈالنے سے گنہگار ہوگا۔

مسئلہ ۲:۔ مسجد میں کئی آدمی نماز پڑھتے ہیں، ایک شخص وظیفہ یا تلاوت قرآن کرتا ہے، اسی اثنا میں ایک اور شخص داخل ہوا جس کو نماز پڑھنے کے لیے وہاں کوئی جگہ نہیں ہے۔ نماز پڑھنے والا وظیفہ پڑھنے یا تلاوتِ قرآن کرنے والے کو باہر نکال کر اس کی جگہ نماز ادا کرے۔ چونکہ مسجدیں نماز کے لئے ہیں، وظیفہ یا اوراد کے لیے مخصوص نہیں ہیں، وظیفہ خارج مسجد گھر پر بھی ادا کیا جا سکتا ہے۔

میر سید علی ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ کی کوئی ایسی تحریر نہیں ملتی جس سے یہ بات صادر ہو کہ یہ اوراد فتحیہ کا وظیفہ مسجدوں میں عوام پڑھے۔ یہ بات بھی لوگوں نے خود ہی رائج کر دی ہے۔

مشائخ نے اوراد فتحیہ کے سلسلے میں مندرجہ ذیل عبارت لکھی ہے جس سے

معلوم ہوتا ہے کہ اوراد فتحیہ بجائے خود وہی پڑھے جو اس کا معنی سمجھ سکے اور اس کا اثر اس کے دل پر ہو جائے۔" پس لازم است برقاریان اوراد فتحیہ بوقت قرأت آں دل و زبان را مطابق سازند۔ بلکہ باید زبان ترجمان دل باشد۔۔۔ آنچہ بر زبان بگذرد و دل ازاں غافل باشد۔ اعتبارے چندانے نہ دارد بلکہ آنکس بعتاب نزدیک تر است از ثواب چہ رسد، اور اجز حرکت لسانی و رفع صوت بہرہ نیست، چوں باشد حال آں کس کہ توجہ بہ بادشاہ حقیقی نماید و اظہار وجد کند و نداند کہ چہ می گوید۔"

ترجمہ: اوراد فتحیہ پڑھنے والوں پر لازم ہے کہ پڑھنے کے موقعہ پر دل اور زبان کو مطابق بنائے۔ دل کی ترجمانی زبان کرے اگر زبان سے بولے دل اس سے غافل اور بے خبر ہو، ایسا پڑھنے کا کچھ اعتبار نہیں، ایسا پڑھنے والا ثواب کے بجائے غضب خدا کا سزاوار ہوگا۔ اس کو زبان ہلانے اور شور و غل اٹھانے کے سوا اور کوئی فائدہ نہیں ہے۔ رب العالمین کے سامنے یہ کلمات پڑھے اور ہاتھ پاؤں دیوانے کی طرح ہلائے، شوق کا اظہار کرے لیکن وہ نہیں جانتا کہ کیا کہتا ہے۔ اس کا حال اللہ تعالیٰ کے پاس برا ہوگا۔ (اسناد اوراد فتحیہ)

جب سید احمد کرمانیؒ کشمیر آئے اور یہاں کے لوگوں کو اوراد فتحیہ بہ جہر پڑھتے ہوئے پایا۔ تو فرمایا کہ یہ کام ریا کے شائبہ سے خالی نہیں اور اس اوراد فتحیہ کے بلند آواز سے پڑھنے کے گناہ پر ان کو وضاحت کر دی۔ اس لیے اس وقت اکثر لوگوں نے اس کا پڑھنا ہی چھوڑ دیا۔ (اسناد اوراد فتحیہ)

افسوس ہے کہ ان اوراد خوانوں کو کلیتاً علم نہیں کہ اس اوراد کے کیا معنی ہیں اور کیا مقصد ہے۔ ان کا عقیدہ اور عمل اوراد فتحیہ کے مضامین کے سراسر خلاف ہے۔ جس مقصد کے لیے یہ وظیفہ تھا کہ لوگ شرک و کفر کا اعتقاد دل سے نکال کر توحید سے اپنے دلوں کو مالا مال کریں۔ لیکن پڑھنے والوں نے وہ مقصد فوت کر ڈالا ہے۔ پڑھنے والے ہی شرک اور بدعت کی ناپاکی اور آلودگی میں ڈوبے ہوئے ہیں۔ ان کو معنی اوراد فتحیہ کے ساتھ کوئی واسطہ نہیں ہے بلکہ لحن اور راگ سے ان کا لگاؤ اور شوق ہے۔ اوراد فتحیہ کے چند جملے یہ ہیں:

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ یَبْقٰی رَبُّنَا وَیَفْنٰی وَیَمُوْتُ کُلُّ شَیْءٍ

اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔ وہی ہمارا رب ہمیشہ زندہ رہے گا، اس کے سوا ہر ایک فنا ہونے والا اور مرنے والا ہے۔

کُلُّ شَیْءٍ ھَالِکٌ اِلَّا وَجْھَہٗ

اللہ کی ذات کے سوا ہر ایک ہلاک ہونے والا ہے۔

قرآن مجید میں بھی یہی مضمون ہے۔

اِنَّکَ مَیِّتٌ وَّاِنَّھُمْ مَّیِّتُوْنَ (سورہ زمر)

اے نبیؐ! آپ کو بھی رحلت کرنی ہے اور ان لوگوں کو بھی مرنا ہے۔

لَا مَانِعَ لِمَا اَعْطَیْتَ وَلَا مُعْطِیَ لِمَا مَنَعْتَ وَلَا رَادَّ لِمَا قَضَیْتَ

اے اللہ جو کچھ تو دے گا، اس کا روکنے والا کوئی نہیں ہے اور جو کچھ تو نہ دے گا، اس کے دینے کی طاقت کسی کو نہیں۔ جس کام کا تو حکم کرے وہ اٹل ہے۔

"یَا مُدَبِّرًا بِلَا وَزِیْرٍ" یعنی:۔ اللہ تعالیٰ ایسی تدبیر کرنے والا ہے کہ وہ کسی وزیر کی ضرورت نہیں رکھتا ہے، نہ وہ کسی سے مشورہ لیتا ہے۔ بلکہ یَفْعَلُ اللّٰہُ مَا یَشَآءُ بِقُدْرَتِہٖ وَیَحْکُمُ مَا یُرِیْدُ بِعِزَّتِہٖ۔ ترجمہ:۔ جس کام کے کرنے کو وہ چاہتا ہے، وہ اپنی قدرت اور طاقت سے کرتا ہے اور جس حکم کو جاری کرنا چاہتا ہے وہ اپنی زبردستی سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ دَعٰی لَیْسَ وَرَآءَ اللّٰہِ الْمُنْتَھٰی۔ مَنِ اعْتَصَمَ بِاللّٰہِ نَجٰی۔ ترجمہ:۔ اللہ نے اس کی فریاد براہِ راست سُنی، جس نے اس اللہ سے مانگا اور پکارا، اور اس کو نجات دی جس نے اس کے لئے اللہ کو تھاما، زور پکڑا (بیچ میں کوئی وسیلہ دار نہ رکھا)

اوراد خوان کے باطل عقیدے

(۱) نبیؐ اور ولیؒ ایسے زندہ ہیں کہ وفات کے بعد بھی ہر جگہ حاضر ہوتے ہیں جب کوئی ان کو دور سے پکارتا ہے تو وہ سن کر اس فریادی کی مدد کے لیے آتے ہیں

اسی بناء پر توحید کا نسخہ اورادِ فتحیہ پڑھ کر شرکیہ نعتیں اور منقبتیں پڑھتے ہیں۔ کبھی امیر، کبھی دستگیر کو دست گیری کے لیے ندا کرتے ہیں۔

(۲) خیر و برکت بانٹنے والے اولیاء اور رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ جب تک وہ نہ دیں، خدا نہیں دے گا۔ گمراہ کن پیروں اور مجاوروں نے اپنی ذاتی مفاد نذر و نیاز حاصل کرنے کے لیے لوگوں خصوصاً گاؤں کے سادہ لوحوں میں یہ عقیدۂ باطلہ پھیلایا ہے کہ اولیاء کے پاس اپنی حاجات پیش کریں، وہ عرضی پر دستخط کریں، وہ وسیلہ دار ہیں، پھر خدا منظور کرے گا۔ یہی اعتقادات مشرکانِ مکہ کے تھے۔ وہ کہتے تھے کہ مَا نَعْبُدُهُمْ اِلَّا لِيُقَرِّبُوْنَا اِلَى اللّٰهِ زُلْفٰى (س: زمر) یہ بُت جن کو ہم پوجتے ہیں، ہمارے نیکوں اور صالحوں کے مجسمے اور تصویریں ہیں، ہم ان کے نام پر نذر و نیاز دے کر ان کو خوش کریں گے، وہ ہم کو اللہ کے قریب بنائیں گے، ہمارے اور خدا کے درمیان وسیلہ دار بنیں گے۔

(۳) اوراد خواں کو احساس نہیں کہ اس کا آقا اور مولیٰ کون ہے۔ جب دعا کے لئے ہاتھ اٹھاتا ہے پہلے اللہ سے مانگتا ہے پھر دوسری ندا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کر کے ان سے بھی مدد دستگیری اور حاجات مانگتا ہے۔ پھر پڑھتا "ختم" میں ؎

سلطان مرا خرم کند، سلطان مرا بے غم کند، سلطان بداند حالِ ما
سلطان برآرد کارِ ما، آسان کند دشوارِ ما، محبوبِ عالم پیرِ ما

ترجمہ :-

حضرت مخدوم صاحبؒ مجھے خوش بنائے گا، میرا غم دور کرے گا۔ ہماری حاجتیں پوری کر دے گا، ہماری سختیاں دور کرے گا، چونکہ ہمارا رہبر ہے، وہ ہمارا حال جانتا ہے ۔ (نعوذ باللہ) ایسے خرافات ہر ولی کو پکار کر کہتے ہیں۔

وجوہاتِ رسومِ مشرکانہ در کشمیر

کشمیر کے مسلمانان ہندو قوم سے مسلم بنے ہیں۔ اسلام لاکر بھی انھوں نے ہندوانہ رسمیں نہیں چھوڑیں۔ اس کے چند وجوہ ہیں۔

عادات چونکہ وہ قبل از اسلام صبح کو مندروں میں پکار پکار کر پوجا پاٹ کرتے تھے۔ گھنٹے، گھڑیال بجا کر ٹھاکور کو نیند سے جگاتے تھے۔ دیوالی کے موقعہ پر چراغاں کرتے تھے، مُردوں کی برسی، پچھ دار، ماسہ دار اور چہلم مناتے تھے۔ کوّوں اور کتّوں کو صبح سویرے خاص کر دکان کھولنے کے موقعہ پر روٹیاں کاٹ کاٹ کر کھلاتے تھے۔ مندروں اور سڑکوں پر "تہر" (رنگین چاول) بانٹنا "کندوری" (رات کو پکا کر مٹی کے برتنوں میں بھر کر) تقسیم کرنا، اس پر براہمن کا پاٹ پڑھانا، ٹھاکور کا "روٹھ" بنانا اور ہَون کرنا ہندوانہ رسمیں ہیں۔ ہَون یہ ہے کہ کسی جگہ کو لیپتے ہیں، وہاں پر چند براہمنوں کو بٹھا کر اس کے سامنے قسم قسم کے پھل اناج ایک سفید چادر پر رکھ دیتے ہیں۔ عود، گھی جلا کر براہمن اونچی اونچی آواز سے پوجا پاٹ کرتے ہیں۔ مختلف دیوتاؤں سے مدد مانگتے ہیں۔ ان کا خیال ہے کہ اس سے مشکلات آسان ہو جاتی ہیں۔ کشمیری مسلمانوں نے کلمہ پڑھ کر بھی یہ عادات نہیں چھوڑیں۔ ان کی مساجد میں وہی چیخ و پکار، بڑی مسجد اور خانقاہ میں اذان سے قبل وہی گھڑیال بجانا لازمی قرار دیا گیا ہے اور کسی ملک میں چیخ و پکار یا گھڑیال قبل از اذان نہیں ہے۔

پیشہ تبدیل کرنا

اسلام لاکر صرف نام تبدیل کیا، پیشہ بدستور باقی رکھا۔ مثلاً واسدیو گول پیشہ گجری تھا، مسلمان بن کر عبدالرحیم گجری رہا۔ راگو رام پیشہ تجارت رکھتا تھا، کلمہ پڑھ کر عبدالغنی تاجر بن رہا۔

کشمیر کے براہمن لوگوں نے بھی کلمہ پڑھا۔ وہ خیرات کے لذیذ کھانوں پر پلے ہوئے تھے۔ وہ اچھی اچھی چیزیں کھلاتے تھے۔ پھر گھر والے کھاتے تھے۔ ان سے نقد و جنس لیتے تھے۔ (ہندو دھرم میں خیرات صرف براہمن کو ملتی ہے، خواہ وہ دولت مند ہو۔ اسلام میں صدقات و زکوٰۃ کا مستحق فقراء، مساکین و محتاج ہیں۔ پیرزادہ یا مجاور نہیں) ان کو مفت خوری کا چسکہ لگا ہوا تھا، اس لیے انھوں نے اسلام میں وہی پرانے رسوم ہندوانہ داخل کر لیے۔ روٹ، کندوری، تتر، پوشہ، بتر، یا زدہم وغیرہ بدستور قائم رکھے۔ الاّ ہون کو ختمات مروجہ کشمیر کا نام رکھ دیا۔ اس میں بجائے دیوتا کے اولیاء اللہ کے ارواح سے مدد اور یاری مانگنے لگے۔ بزرگوں کے مقبرے ان کی دکانیں بن گئے۔ ولیوں کے نشانہ جات ان کا سودا بن گیا۔ مقابر پرستی کی تعلیم سادہ لوگوں کو دے کر نذر و نیاز حاصل کرنے لگے اور دین اسلام میں اسی طرح ان لوگوں نے پندرہ بیس سال سے ایک اور نئی بدعت مولود شریف دولتمندوں کے گھروں میں جاری کیا تاکہ وہاں زیادہ پیسے وصول کریں۔ کشمیر میں امامت کا منصب بھی خراب ہوا ہے۔ عام طور پر ایسے لوگ امام ہیں جو کہ احکام نماز اور صحیح تلفظ قرآن سے بے خبر ہیں۔ ان کا نصب العین بھی گداگری اور خیرات خوری ہے۔ ختمات مروجہ کشمیر، دعائے صبح، شرکیہ نعتیں اور منقبتیں پڑھنے کے دلدادہ ہیں۔ وہ بے خبر غلطی پرست قوم کی کیا رہبری کریں۔

"او خود گم است کرا رہبری کند"

سلفیہ مسلم ایجوکیشنل اینڈ ریسرچ ٹرسٹ جموں وکشمیر

کی جانب سے شائع ہوکر مفت تقسیم ہونے والی کتابوں کی ایک جھلک

۱۔ کلمہ طیبہ
۲۔ اتباع رسولؐ
۳۔ ہندوستان میں اشاعت اسلام
۴۔ شیخ ابن باز کا پیغام مسلمانانِ عالم کے نام
۵۔ حقیقت شرک
۶۔ وجود باری تعالیٰ کا علمی ثبوت
۷۔ عقیدۂ توحید
۸۔ اسلامی پردہ
۹۔ اسلامی عقیدہ
۱۰۔ حدیثِ قبور
۱۱۔ تبلیغی نصاب اور قرآنی تعلیمات
۱۲۔ فریضۂ زکوٰۃ اور اسلام
۱۳۔ ہمارا امام
۱۴۔ اصلی اہلِ سنت کون؟
۱۵۔ اصلاح عقیدہ
۱۶۔ تعبان محمدی
۱۷۔ تحفۂ محمدی
۱۸۔ برأتِ محمدی
۱۹۔ تعویذِ محمدی
۲۰۔ رسوم اسلامیہ
۲۱۔ وہم ورسم اور شریعت
۲۲۔ تصوف کے چہرے مختلف ادوار میں
۲۳۔ بدعت اور سنت میں فرق
۲۴۔ مروجہ بدعات ورسوم کی حقیقت
۲۵۔ غور طلب سوالات
۲۶۔ اختلاف سنت کے اسباب اور ان کا صحیح حل
۲۷۔ فضائل عشرۂ ذی الحجہ اور مسائل قربانی
۲۸۔ اسلام کی بنیاد
۲۹۔ رمضان المبارک کے فضائل واحکام
۳۰۔ اطاعتِ رسولؐ کی شرعی حیثیت
۳۱۔ محفلِ میلاد
۳۲۔ مسلمان اور قبر پرستی
۳۳۔ مساجد میں شور وغل
۳۴۔ شرعی طلاق
۳۵۔ استنجا اور وضو کے احکام ومسائل
۳۶۔ فوز المرام فی قراۃ فاتحہ خلف الامام
۳۷۔ فلسفہ قربانی با اصول قرآنی
۳۸۔ میں اہلِ حدیث کیوں ہوا۔
۳۹۔ اللہ تعالیٰ کا وجودِ ذی جود
۴۰۔ خمینی اور تشیع
۴۱۔ احسن الجزاء فی تحقیق مسائل العزاء
۴۲۔ حکم النبی بکفر من لا یصلی المعروف بے نماز کا رسالہ
۴۳۔ ازالۃ الاشتباہ عن انوار الانتباہ
۴۴۔ قرآن خوانی اور ایصال ثواب
۴۵۔ ماہ ربیع الاول اور حبِ رسولؐ کے مظاہرے
۴۶۔ اہلِ تصوف کی کارستانیاں

ملنے کا پتہ: مکتب مسلم، بربر شاہ سری نگر ۱۹۰۰۰۱ کشمیر